قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۴/۱۹ | ۲ امان ۱۳۴۴ ہش ۲۸ شوال ۱۳۸۴ھ ۲ مارچ ۱۹۶۵ء | نمبر ۴۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ ۲ مارچ بوقت ۱/۲ ۸ بجے صبح

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں ۔

اخبار احمدیہ

-۰ ربوہ ۲ مارچ۔ محترم شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی عرصہ دو ماہ سے خونی پیچش سے بیمار ہیں اور کمزور بہت ہو گئے ہیں احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم شیخ صاحب موصوف کو اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے آمین۔

-۰ جماعت احمدیہ رنگون کے پریذیڈنٹ مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب پچھلے دنوں ڈرائیور کی غلطی کے باعث دو متحرک بسوں کے درمیان آ جانے کی وجہ سے بری طرح مجروح ہو گئے تھے۔ ان کی دونوں رانیں کچل گئیں۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہڈیاں محفوظ ہیں۔ وہ اس وقت صاحب فراش ہیں اور کافی تکلیف میں ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ ہر آن ان کا حافظ و ناصر ہو اور دینی و دنیوی حسنات سے نوازے آمین

(وکالت تبشیر ربوہ)

-۰ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ مقیم لائل پور کئی دنوں سے بیمار ہیں۔ اگرچہ پہلے سے افاقہ ہے تاہم احباب کی درد مندانہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے اور خدمت دین کی بہتر توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(شیخ مبارک احمد نائب ناظر اصلاح و ارشاد)

-۰ مجلس خدام الاحمدیہ دار البرکات ربوہ کے زیر انتظام آج مورخہ ۲ مارچ ۱۹۶۵ء بروز منگل بعد نماز مغرب مسجد نور ربانی سکول میں سیرۃ صحابہ کا اہم اجلاس ہو رہا ہے۔ جس میں مکرم مولوی نور الحق صاحب انور مبلغ مشرقی افریقہ حضرت عثمانؓ کی سیرت پر اور محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل سیرت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی پر تقریر فرمائیں گے احباب اس میں شرکت فرما کر مستفید ہوں۔

(زعیم حلقہ دار البرکات ربوہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے جمیع مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضہ سے پیدا کیا ہے

خلق اور ربوبیت کے اس وسیع نظام میں اس کی اپنی کوئی غرض نہیں

"اوّل دیکھو صفت خلق اور پرورش۔ یہ صفت اگرچہ انسان گمان کر سکتا ہے کہ ماں باپ اور دیگر محسنوں کے اغراض و مقاصد ہوتے ہیں جن کی بنا پر وہ احسان کرتے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ مثلاً بچہ تندرست، خوبصورت، توانا پیدا ہو تو ماں باپ کو خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکا ہو تو پھر یہ خوشی اور بھی بڑی ہوتی ہے شادیانے بجائے جاتے ہیں لیکن اگر لڑکی ہو تو گویا وہ گھر ماتم کدہ اور وہ دن سوگ کا دن ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ بسا اوقات بعض نادان مختلف تدابیر سے لڑکیوں کو ہلاک کر دیتے یا ان کی پرورش میں کم التفات کرتے ہیں۔ اور اگر بچہ لنجہ۔ اندھا۔ اپاہج پیدا ہو تو چاہتے ہیں کہ وہ مر جاوے اور اکثر دفعہ تعجب نہیں کہ خود بھی وبال جان سمجھ کر مار دیتے ہوں۔ میں نے پڑھا ہے کہ یونانی لوگ ایسے بچوں کو عمداً ہلاک کر دیتے تھے بلکہ ان کے ہاں شاہی قانون تھا کہ اگر کوئی بچہ ناکارہ۔ اپاہج اندھا وغیرہ پیدا ہو تو اس کو فوراً مار دیا جاوے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ انسانی خیالات میں پرورش اور خبر گیری کے ساتھ ذاتی اور نفسانی اغراض ملے ہوئے ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی اس قدر مخلوق کی (جس کے تصور اور بیان سے وہم اور زبان قاصر ہے اور جو زمین اور آسمان میں بھری پڑی ہے) خلق اور پرورش سے کوئی غرض نہیں۔ وہ الدّین کی طرح خدمت اور رزق نہیں چاہتا بلکہ اس نے مخلوق کو محض ربوبیت کے تقاضہ سے پیدا کیا ہے۔ ہر ایک شخص مان لیگا کہ پودا لگانا پھر آبپاشی کرنا اور اس کی خبر گیری رکھنا اور ثمردار درخت ہونے تک محفوظ رکھنا ایک بڑا احسان ہے۔ پس انسان اور اس کی حالت اور غور و پرداخت پر غور کرو تو معلوم ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا احسان کیا ہے کہ اس قدر انقلابات اور بے کسیوں کی گھڑیوں میں کیسے کیسے تغیرات میں اس کی دستگیری فرمائی ہے۔ دوسرا پہلو جو ابھی میں نے بیان کیا ہے کہ قبل پیدائش وجود ایسے سامان ہوں کہ تمدنی زندگی اور قویٰ کے کام کے لئے پورا سامان موجود ہو۔ دیکھو ہم ابھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے کہ سامان پہلے ہی کر دیا منور سورج جو اب چڑھا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے عام روشنی پھیلی ہوئی ہے اور دن چڑھا ہوا ہے اگر نہ ہوتا تو کیا ہم دیکھ سکتے تھے یا روشنی کے ذریعہ جو فوائد اور منافع ہمیں پہنچ سکتے ہیں ہم کس ذریعہ سے حاصل کر سکتے ...... پس یہ کس قدر احسان ہے کہ قویٰ سے کام لینے کے لئے اس نے ان ضروری سامانوں کو پہلے سے مہیا کر دیا۔" (روئداد جلسہ عام ۱۸۹۶ء)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبہ جمعہ

پہلے اپنی اصلاح کرو اور پھر محبت اور ہمدردی کیساتھ دوسروں کی اصلاح کرنیکی کوشش کرو

ہر احمدی اپنے اہل و عیال کی اصلاح کا ذمہ دار ہے اس کا فرض ہے کہ اپنے بچوں کو نمازوں کے لئے مساجد میں لائے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۴ اگست ۱۹۳۴ء بمقام قادیان

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اللہ تعالیٰ نے ہر امر میں کامیابی کے حصول کے لئے

ایک راستہ مقرر کیا ہوا ہے

جب تک کوئی انسان اس راستہ کو اختیار نہ کرے اس وقت تک اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا میں لوگ مختلف قسم کی باتیں بیان کرتے ہیں کوئی کہتا ہے ملکی اور قومی ترقی صرف اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ بڑے بڑے بینک ہوں۔ انشورنس کمپنیاں اور تجارتیں ہوں اور کوئی کہتا ہے کہ ملکی ترقی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب کہ تمام اہم کام چند ممتاز ہستیوں کے سپرد ہوں۔ افراد کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ ملکی کاموں میں دخل دیں۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ قوم کے تمام افراد ملک کا ایک اہم حصہ ہیں اس لئے خواہ کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہر شخص کو ملکی امور میں دخل دینے کا حق ہونا چاہیئے۔

یہ وہ مختلف خیالات ہیں

جو یورپ کی اس تگ و دو کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ جو وہ راحت و آرام کے حصول کے لئے کر رہا ہے لیکن نہ تو اس کے ان بلند معیاروں نے اسے فائدہ دیا جنہیں وہ آج سے ایک سو سال پہلے تجویز کر چکا تھا نہ وہ عمارت اس کے کام آ سکی جس کو پیٹر فریڈرک۔ نپولین اور الزبتھ نے تیار کیا تھا۔ اور نہ آج وہ عمارت کام آ سکتی ہے جسے مارکس وغیرہ قسم کے لوگوں نے تیار کیا نہ اس میں انسانی نجات تھی اور نہ اس میں انسان کے لئے راحت ہے۔ یہ ساری چیزیں جھوٹی بے اثر اور غیر مفید ہیں جو چیز دنیا کی نجات کا موجب بن سکتی ہے اور جس چیز کے ذریعہ کامیابی اور حقیقی راحت حاصل ہو سکتی ہے وہ وہی ہے

جسے اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا

اور جو وسطی راستہ ہے نہ وہ انشورنس کمپنیوں اور ناجائز دولت جمع کرنے کے سامانوں کی طرف جاتا ہے اور نہ وہ مارکسزم کے ذریعہ تمام افراد کی منفردانہ کوششوں کو توڑ کر جبری طور پر انسانوں میں مساوات قائم کرتا ہے اس لئے امن اسی ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے جسے اسلام پیش کرتا ہے مگر اس کے لئے بھی کسی جد و جہد اور کوشش اور قربانی کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ میں بے شک سب طاقتیں اور قدرتیں ہیں مگر وہ اپنی طاقتوں اور قدرتوں کو بعض حالات کے ماتحت ظاہر کیا کرتا ہے۔ اس میں طاقت ہے کہ وہ بچے کو ایک سیکنڈ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ نو ماہ کے بعد بچے کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح اس میں طاقت ہے کہ وہ غلہ کو ایک سیکنڈ میں اگا دے مگر وہ کوئی غلہ پانچ ماہ میں اور کوئی چھ مہینہ میں اگاتا ہے۔ پھر اس میں طاقت ہے کہ وہ پھلوں کو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں پیدا کر دے مگر وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ کسی پھل کو دس سال بعد اور کسی کو بارہ سال بعد پیدا کرتا ہے۔

یہ سب حکمت کی باتیں ہیں

اور مختلف قسم کے اسرار اپنے اندر رکھتی ہیں۔ جو شخص قدرت کے کاموں پر غور کرتا ہے وہ ان سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص آنکھیں بند کر لیتا ہے وہ اعتراض کرنے لگ جاتا ہے اور اس میں شبہ ہی کیا ہے کہ ٹھوکریں کھانے والا اعتراض ہی کرے گا۔ انگریزی میں مثل ہے کہ اگر کوئی پیشہ ور اچھا نہ ہو تو وہ ہتھیاروں کے متعلق یہ شکایت ہی کرتا رہتا ہے کہ وہ خراب ہیں۔ کبھی کہہ دیگا تیشہ ناقص ہے۔ کبھی کہہ دیگا فلاں اوزار تیز نہیں اور بجائے اپنا نقص دیکھنے کے ہتھیاروں پر اعتراض کرتا اور آلات کے متعلق عیب چینی کرتا رہے گا لیکن اس طرح کامیابی نہیں ہو سکتی۔ اعتراضات کا طومار بھی اگر کھڑا کر دیا جائے تو وہ کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔

کامیابی ہمیشہ تبھی ہوتی ہے

جب صحیح طریق اختیار کیا جائے اور صحیح ذرائع کا استعمال کیا جائے۔ پس جس مقصد اور اور کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو کھڑا کیا ہے۔ یعنی اسلام کی وہ پُر امن اور پُر لطف تعلیم جس کے بغیر دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا اسے پھر دنیا میں رائج کرنا۔ اس تعلیم کے اصول اگرچہ قرآن مجید میں موجود ہیں لیکن انہیں پُر حکمت طور پر عمل میں لانا یہ ہمارا کام ہے۔ اگر ہنگامی طور پر کام کیا جائے تو وہ کوئی فائدہ نہیں دے سکتا فرض کرو اس مجلس میں مَیں کہوں کہ پانی لاؤ تو بالکل ممکن ہے دو تین سو آدمی اٹھ کر چلے جائیں۔ اسی خیال کے ماتحت کہ ان میں سے ہر ایک اس آواز کے مطابق عمل کرے اور بالکل ممکن ہے ایک بھی نہ جائے اس خیال کے ماتحت کہ ممکن ہے کوئی اور چلا گیا ہو تو ہنگامی کام ہمیشہ ناقص رہتے ہیں جس چیز کے ساتھ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے وہ تنظیم اور اصلاح ہے۔ اور

اس کے لئے ضروری ہوتا ہے

کہ سلسلہ کا ہر فرد اور ہر ذرہ ہماری نظروں کے سامنے ہو۔ جب کسی تنظیم میں یہ نقص رہ جائے کہ اس کے افراد نگاہوں کے سامنے نہ آئیں تو وہ تنظیم بگڑ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے مرکز کا کام مختلف حلقوں میں تقسیم کیا ہوا ہے اور مختلف حلقوں کی الگ الگ مساجد ہیں تاکہ تمام عہدیدار اپنے اپنے حلقہ کے ہر فرد سے واقف ہوں اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت کر سکیں۔ درحقیقت مساجد ہی ایک ایسی جگہ ہیں جہاں ہمارے تمام کام ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تقریریں بھی مسجد میں ہوتی تھیں جلسے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ مشورے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ اور تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نکاح بھی مساجد میں ہوتے تھے۔ جھگڑوں کا تصفیہ بھی مسجد میں ہوتا تھا۔ نمازیں بھی مسجد میں ہوتیں۔ جہاد کے مشورے بھی مسجد میں ہوتے۔ اور جب مومن کا ہر کام اس کی عبادت سمجھا جاتا ہے اور جب

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے

کہ خدا تعالیٰ کے لئے اگر کوئی روٹی بھی کھاتا ہے تو وہ نیکی کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ نمازوں کے علاوہ ہمارے باقی کام جو مساجد سے تعلق رکھیں وہ عبادت میں شامل نہ ہوں۔ اس صورت میں جھگڑوں کے موقع پر فیصلے کرنا جہاد کے لئے مشورے کرنا اور لڑائیوں کے لئے پریکٹس کرنا محض قضا یا مشورہ یا جنگ کی پریکٹس کرنا نہیں کہلائیگا بلکہ یہ کام بھی عبادت میں شمار ہوں گے۔

احادیث میں صاف طور پر ذکر

ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ مسجد نبوی میں فوجی کرتب کئے گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا کہ کیا جنگی کرتب دیکھنا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا

یارسول اللہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ تب آپ نے فرمایا میری پیٹھ کے پیچھے ہو جاؤ اور کندھے کی اوٹ میں جنگی کرتب دیکھتی جاؤ۔

غرض

اسلام کے نزدیک

مساجد منبع ہیں تمام کاموں کا اور سرچشمہ ہے مسلمانوں کی تمام جدوجہد کا۔ اور حلقہ وار انجمنوں کا قیام اسی غرض کے لئے کیا گیا ہے کہ کارکن اپنے فرائض کو سمجھیں اور ان مقاصد کو اپنے سامنے رکھیں جن کے لئے یہ تقسیم عمل میں لائی گئی ہے۔

عہدہ داروں کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ کے تمام افراد کو اپنے زیرِ نظر رکھیں اور ہر شخص کی شکل اور اس کے نام سے ذاتی واقفیت پیدا کریں اور جو لڑکے دس سال سے اوپر کے ہوں ان کے لئے یہ لازمی قرار دیں کہ وہ مسجد میں نماز پڑھیں۔ قرآنِ کریم نے ہر فرد کو

اپنی اولاد کا ذمہ دار

قرار دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ اے لوگو تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ تم نہ صرف اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی بچاؤ۔ پس ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کا ذمہ دار ہے اس سے صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نماز پڑھتے تھے یا نہیں۔ صرف یہی نہیں پوچھا جائے گا کہ تم

زکوٰۃ دیتے

تھے یا نہیں۔ تم روزے رکھتے تھے یا نہیں یا تم حج کرتے تھے یا نہیں بلکہ یہ بھی پوچھا جائیگا کہ تمہارے بیوی بچے بھی زکوٰۃ دیتے۔ روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے یا نہیں۔ اور اگر کسی کے متعلق یہ ثابت ہوا کہ اس نے اپنی بیوی اور بچوں کے متعلق اس امر میں غفلت اور کوتاہی کا ثبوت دیا ہے تو وہ اس سزا کا مستحق ہوگا جو نماز چھوڑنے والے روزہ نہ رکھنے والے۔ زکوٰۃ نہ دینے والے حج نہ کرنے والے کے لئے مقرر ہے۔ پس

ہر فرد اس امر کا ذمہ دار ہے

کہ وہ اپنی اولاد کو مسجدوں میں حاضر کرے بچوں کو مساجد میں لانا احادیث سے اس قدر تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی اندھا ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ حدیثوں میں صاف طور پر ہے کہ پہلے مرد کھڑے ہوں۔ پھر عورتیں اور بچے۔ اگر بچوں کا نمازوں میں شامل ہونا ضروری نہیں تھا تو ان کا ذکر کیوں کیا گیا۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ بچوں کو مسجدوں

میں نہ لایا جائے۔ مگر بچوں سے مراد وہ بچے نہیں جو بالکل چھوٹے ہوں اور مسجدوں میں آکر رونا چیخنا شروع کر دیں۔ یا وہ بچے بھی مراد نہیں کہ بیوی آٹا گوندھنے لگے تو وہ اپنے میاں سے کہدے کہ ذرا اس بچے کو نماز میں لیتے جانا۔ میں نے ایک دفعہ دوستوں کو تحریک کی کہ

بچوں کو مساجد میں لانا چاہیئے

تو اس کے بعد میں نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنے بالکل چھوٹے بچوں کو لانا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض دفعہ کوئی بچہ مسجد میں پاخانہ پھر دیتا۔ کوئی پیشاب کر دیتا۔ اور وہ اس قدر شور مچاتے کہ دوسروں کے لئے نماز پڑھنا مشکل ہو جاتا۔ تب میں نے سختی سے روکا کہ مسجدیں بچے کھلانے کی جگہ نہیں ان کو اپنے گھروں میں رکھو۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ اپنے بچوں کو مسجدوں میں لاؤ تو میری مراد یہ ہے کہ ان بچوں کو لاؤ جن کے متعلق شریعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ مسجدوں میں آئیں جن لوگوں کے بچے آوارہ ہوا کرتے ہیں۔ تم غور کرکے دیکھ لو ان میں سے اکثر ایسے ہی بچے ہوں گے جو بے نماز ہوں گے اور اکثر ایسے ہی والدین کے بچے ہوں گے جو اپنے بچوں کی

نمازوں کی نگرانی

نہیں کرتے۔ ورنہ یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص پانچ وقت اللہ تعالےٰ کے حضور تذلل کرے اور پھر اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ پس بچوں کو مسجدوں میں لاؤ اور ان کو مسجدوں میں لانا اپنے آنے سے زیادہ اہم سمجھو۔ میرا اس سے یہ مطلب نہیں کہ تم آپ مسجد میں نہ آؤ بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ چونکہ بچوں کا آنا تمہارے آنے کی نسبت مشکل ہے اس لئے اس کو اہمیت دو۔ یہ کام صرف اس شخص کا نہیں جسے

مربیٔ اطفال

مقرر کیا گیا ہو بلکہ ہر شخص کا جسے کوئی بھی بچہ ایسا نظر آئے جو مسجد میں نہیں آتا فرض ہے کہ وہ اسے مسجد میں لانے کی کوشش کرے مگر اس طرح سے نہیں کہ ایک دکان پر بیٹھ گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ پھر وہاں سے اُٹھ کر دوسری دکان پر گئے اور کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے نماز نہیں پڑھتے۔ وہاں سے اٹھے تو تیسری مجلس میں گئے اور وہاں بھی کہنا شروع کر دیا کہ فلاں کے بچے بالکل آوارہ ہو گئے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جن کے عیوب بیان کئے جاتے ہیں وہ دوسرے شخص کے عیب بیان کرنے لگ جاتے ہیں اور اس طرح

اصلاح کی بجائے خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

اصلاح کا طریق یہ ہے

کہ جب تمہیں معلوم ہو کہ کسی کے بچے میں نقص ہے تو اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری سے کہو۔ اور پھر سمجھ لو کہ تمہارا کام ختم ہو گیا یا اگر یہ سمجھو کہ جس شخص کے بچوں کے متعلق تمہیں شکایت ہے وہ حوصلے والا آدمی ہے اور وہ بات سُنکر برداشت کرے گا تو اسے کہہ دو۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے بچوں کا کوئی عیب سُن ہی نہیں سکتے۔ وہ اگر بچے کو چوری کرتے بھی دیکھ لیں تو کہیں گے چونکہ دروازے سے داخل ہونا اس کے لئے خطرناک تھا اس لئے اس نے سینده لگانی شروع کر دی تھی ورنہ اس نے چوری نہیں کی۔ پس جس شخص کے متعلق تم سمجھو کہ وہ برداشت کی طاقت نہیں رکھتا اسے مت کہو اور جس شخص کے متعلق سمجھو کہ وہ برداشت کرے گا اسے کہدو کہ

اس کے بچے میں یہ نقص ہے

اس کے ازالہ کی طرف توجہ کریں۔ اگر اپنے حلقہ کے پریذیڈنٹ سیکرٹری اور سرپرست کے علاوہ کسی چوتھے شخص کے پاس بھی کسی شخص کا کوئی عیب بیان کرے گا تو میرے نزدیک وہ مجرم سمجھا جائے گا میں نے دیکھا ہے یہ ایک بہت بڑا عیب ہے جو اصلاح کے نام پر کیا جاتا ہے۔ لوگ اس بہانہ کی آڑ میں کہ ہم تو اصلاح کے لئے دوسرے کے عیب بیان کر رہے ہیں جگہ جگہ

دوسروں کی عیب چینی

کرتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ خود اسلام کے خلاف عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ قرآنِ کریم نے سورہ نور میں اس امر کا فلسفہ کھول کھول کر بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ قوم کو تباہ کرنے والا طریق ہے مگر پھر بھی لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ قرآنِ کریم میں صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کے پاس کسی کا عیب بیان کرتا ہے وہ اشاعتِ فحش کرتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ آجکل تو لوگ بڑی چوریاں کرتے ہیں وہ قوم کی اصلاح نہیں کرتا بلکہ انہیں ترغیب دیتا ہے کہ تم بھی چوری کرو۔ یہ ایک ایسا فلسفیانہ نکتہ ہے کہ کوئی قوم اسے نظر انداز کر کے ترقی نہیں کر سکتی۔ درحقیقت

اس کی وجہ یہ ہے

کہ دنیا میں عام طور پر دین کو قبول کرنیوالے وہی لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے یہ سُنا ہوا ہوتا ہے کہ ایک خدا ہے اور اس نے اپنا رسولؐ بھیجا ہے ہمیں اس کے احکام پر عمل کرنا چاہیئے۔ وہ نمازیں پڑھیں گے مگر اسلئے نہیں کہ نمازیں فلاں فلاں حکمت ہے بلکہ اس لئے کہ خدا کا یہ ایک حکم ہے۔ روزے رکھیں گے مگر اس کی حکمت انہیں معلوم نہیں ہوگی۔ پس دنیا کا بیشتر حصہ ایسا ہوتا ہے جو اصولی طور پر چند باتیں سمجھ لیتا ہے اور باقی باتوں میں تقلیدی رنگ اختیار کر لیتا ہے خواہ بظاہر وہ غیر مقلد ہی کیوں نہ کہلاتا ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہزار میں سے ۹۹۹ یا ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو تقلیدی طور پر اسلامی احکام پر عمل کرتے ہیں۔ حکمتوں کو سمجھنے والے ان میں بہت کم ہوتے ہیں وہ اتنی بات سمجھ لیتے ہیں کہ

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر بات

کو دوسری باتوں پر مقدم رکھنا چاہیئے۔ اسکے بعد وہ کسی حکمت کے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے صرف چند آدمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے تفقہ فی الدین عطا کیا جاتا ہے باقی سب مقلد ہوتے ہیں۔ خواہ وہ حریت کے دلدادہ ہی کیوں نہ کہلائیں۔ سورۂ نور میں جو حکم دیا گیا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب اسلام کے احکام کی حکمت سمجھ کر عمل کرنے والے لوگ بہت قلیل ہیں تو باقی لوگ وہی رہ جاتے ہیں جو دوسروں سے اثر قبول کرتے ہیں۔ جب انہیں معلوم ہو کہ دنیا یوں کرتی ہے تو وہ بھی اسی رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں۔ اگر معلوم ہو کہ دنیا خراب ہو گئی تو وہ بھی خراب ہو جاتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ دنیا نیک ہے تو وہ بھی نیکی کرتے رہتے ہیں اور اگر انہیں کسی وقت پتہ لگ جائے کہ جنہیں ہم نیک سمجھتے تھے وہ دراصل نیک نہیں تو اسی دن ان کے دلوں سے بھی نیکی کی عظمت مٹ جاتی اور وہ بھی بدی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ انہوں نے نیکی کو نیکی سمجھ کر قبول نہیں کیا ہوتا بلکہ عام اثر کے ماتحت ایک خیال کی تقلید اختیار کی ہوئی ہوتی ہے۔ پس قرآن مجید نے بالوضاحت یہ امر بیان کر دیا ہے کہ جو شخص غیر ذمہ وارانہ طریق پر کسی کے عیب بیان کرتا ہے

وہ اشاعتِ فحش کرتا ہے

اور وہ ویسا ہی مجرم ہے جیسا کہ گناہ کرنے والا۔ اگر ایک شخص نے چوری کی تو یہ اس کا ایک ذاتی فعل ہے۔ مگر ایک دوسرا شخص اگر ہر جگہ بیان کرتا پھرے گا کہ آجکل

لوگ بڑی کثرت کے ساتھ چوریاں کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چوری کی ہیبت دلوں سے مٹ جائے گی۔ اور سننے والوں میں سے بھی کئی چور بن جائیں گے۔ پس دوسرے کی چوری کے عیب کو ظاہر کرنے والا قوم کا ہمدرد نہیں کیونکہ چوری تو ایک شخص نے کی۔ مگر اس نے چوری کی ہیبت کم کر کے بیسیوں شخصوں کو چور بنا دیا۔ ایسے اشخاص یقیناً اس بات کے مستحق ہیں کہ انہیں سرزنش کی جائے۔ اور ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے...... میں نے

اس مقصد کیلئے

کثرت سے دعائیں کی تھیں اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی۔ کہ وہ اس نقص کے ازالہ کا کوئی طریق سمجھائے۔ تب یکدم جس طرح الہام ہوتا ہے میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ اس کے علاج کا ایک ہی طریق ہے۔ اور وہ یہ کہ جس محلہ کے کسی فرد کے متعلق ثابت ہو کہ وہ

لوگوں کی عیب چینی

کرتا رہتا ہے۔ اور محلہ کے لوگ اسے روکتے نہیں۔ اس تمام محلہ پر اس کا ہرجانہ ڈالا جائے تاکہ ہر شخص چوکس ہو جائے اور آئندہ احتیاط کے ساتھ اپنی زبان کھولے۔ جب تک لوگوں کے دلوں میں یہ احساس پیدا نہ ہو کہ دوسروں کی حرمت اور ان کی عزت کا پاس کیا جائے۔ اس وقت تک کبھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

پس محلے کے عہدہ داروں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے محلہ کے مردوں اور بچوں کی شکلیں پہچانیں۔ اور ہر فرد سے ذاتی واقفیت پیدا کریں اس کے بعد ان کا دوسرا کام یہ ہے کہ وہ بچوں کو نماز باجماعت کی پابندی کی عادت ڈالیں اور پھر تیسرا کام یہ ہے کہ اپنے محلہ کے لوگوں کے

اخلاق کی اصلاح

کریں جب کسی کا عیب معلوم ہو خصوصاً اپنے دوست اور رشتہ دار کا تو ہر شخص کا فرض ہے کہ یہ معاملہ پریذیڈنٹ سیکرٹری اور سرپرست کے نوٹس میں لائے۔ مگر اس طریق پر معاملہ کو پیش کرنے میں غصہ، بغض اور کینہ کیپٹ نہ ہو بلکہ خالص اصلاح اور محبت کا جذبہ کام کر رہا ہو۔ اور اگر کسی شخص کے متعلق معلوم ہو کہ وہ کسی کا عیب غیر متعلق شخص کے سامنے بیان کر رہا ہے تو سمجھو کہ وہ مجرم ہے اور فتنہ پیدا کر رہا ہے تمہارا فرض ہے کہ اس کا منہ بند کرو۔ اگر اسے نہیں روکو گے۔ تو سارا محلہ تعزیر کا مستحق سمجھا جائے گا۔ گویا ہماری جماعت کے دوستوں کی اصلاح کے لئے یہ ایک اخلاقی جنگ ہوگی۔ اور یہ ویسی بات ہوگی جیسے ڈاکٹر کے پاس لوگ جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے

پھوڑے میں نشتر مارو۔ اب کوئی شخص نہیں کہتا کہ کتنا غضب ہو گیا ڈاکٹر نے نشتر چبھو دیا۔ اسی طرح جب کوئی شخص ہمیں آکر کہتا ہے کہ میری اصلاح کرو تو ہمارا حق ہے ہم

درستی اخلاق کے لئے مناسب قدم اٹھائیں

اگر اس کی نیت اصلاح کی ہوگی تو ہمارے ساتھ رہے گا۔ اور اگر نیت نہ رہے گی۔ تو کہہ دیگا جاؤ جی میں بیعت توڑتا ہوں۔ اس کے بعد ہمارا اس پر کوئی حق نہیں رہے گا۔ بہرحال جب کوئی شخص ہمارے پاس آجاتا ہے۔ تو اس کا فرض ہوتا ہے کہ ہمارے بتائے ہوئے طریق کے مطابق کام کرے۔ کیونکہ بیعت کے بعد کسی مومن کا کام نہیں کہ وہ اپنا قدم پیچھے ہٹائے گو...... اگر

نظام سلسلہ کی طرف سے

کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اٹھایا جائے تو اس کا کوئی حق نہیں کہ وہ اس پر شور مچائے آخر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اصلاح کی جائے مگر اس کے لئے کوئی سامان نہ کئے جائیں۔ یہ تو ویسی ہی بات ہو جاتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ کوئی کنجوس شخص تھا۔ اس کا یہ طریق تھا کہ وہ ایک عورت سے شادی کرتا کچھ دنوں کے بعد اس کے روپیہ اور زیور پر قبضہ کر کے اسے چھوڑ دیتا۔ پھر دوسری شادی کرتا۔ کچھ عرصہ کے بعد اسے بھی چھوڑ دیتا۔ اسی طرح اس نے کئی شادیاں کیں۔ آخر کار ایک اور عورت سے شادی کی وہ

ہوشیار اور عقلمند

تھی۔ کئی مہینے گزر گئے۔ مگر اس نے کوئی ایسا امر ظاہر نہ ہونے دیا۔ جو اسے ناگوار گزرتا۔ اس شخص کو خیال آیا۔ کہ اگر یہ اسی طرح میرے پاس رہی۔ تو اس کے زیورات پر قبضہ کس طرح کر سکوں گا۔ پھر وہ بھی چونکہ بڈھا ہو چکا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر میں مر گیا تو میری دولت پر بھی یہ قابض ہو جائے گی۔ ایک دن یہ سوچ کر باورچی خانہ میں چلا گیا۔ بیوی روٹیاں پکا رہی تھی۔ جاتے ہی اس نے جوتا اٹھا لیا۔ اور بیوی کے سر پر مارنے لگا۔ اور کہنے لگا کم بخت تو روٹی ہاتھوں سے پکاتی ہے تیری کہنیاں کیوں ہلتی ہیں۔ وہ عورت عقلمند تھی۔ کہنے لگی آپ ناراض ہو کر اپنی طبیعت خراب کر رہے ہیں۔ روٹی تیار ہے۔

کھانا کھا لیجئے

اس کے بعد جتنا جی چاہے مجھ پر غصہ نکال لیں۔ خیر اس کی باتوں سے وہ کچھ ٹھنڈا ہوا اور روٹی کھانے بیٹھ گیا۔ جب روٹی کھا رہا تھا تو بیوی جوتا لے کر کھڑی ہو گئی اور کہنے

لگی کم بخت تو کھانا تو منہ سے کھاتا ہے تیری ڈاڑھی کیوں ہلتی ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ دیئے کہ آج سے میرا تیرا مقابلہ بند ہوا تو جیتی اور میں ہارا۔ جس طرح روٹی پکاتے ہوئے کہنی ہلے گی اور کھانا کھاتے ہوئے ڈاڑھی ہلے گی۔ اسی طرح جب کوئی شخص لوگوں کی اصلاح کرنی چاہے گا تو اسے بعض لوگوں کو سزا بھی دینی پڑے گی۔

پس اصلاح کے بتائے ہوئے طریقوں پر آپ لوگ کام کریں۔

ہر شخص کا یہ فرض ہے

کہ جب وہ کسی کا عیب دیکھے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور اگر دیکھے کہ اس کی اصلاح ہو گئی ہے تو وہ خاموش ہو جائے اور اس عیب کا کسی دوسرے کے پاس ذکر تک نہ کرے۔ اگر وہ دیکھتا ہے کہ وہ خود اصلاح نہیں کر سکتا۔ تو محلے کے پریذیڈنٹ وغیرہ کے پاس پہونچے اور اگر دیکھے کہ وہ بھی توجہ نہیں کرتے تو پھر ان پر جو عہدے دار مقرر ہیں انہیں توجہ دلائے مثلاً

لڑائی جھگڑوں کے معاملات

نظارت امور عامہ میں پیش کرنے چاہئیں۔ اور اصلاح یا محبت باہمی وغیرہ کے لئے اصلاح و ارشاد کے محکمہ میں جانا چاہیئے۔ لیکن ان کے علاوہ اور کسی کے پاس دوسرے کا عیب بیان نہیں کرنا چاہیئے اور اگر کوئی کرے گا تو وہ فتنہ کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

یہ طریق ہے جو اصلاح کا ہے۔ اگر آپ لوگ اس کو چلانے میں مدد دیں گے تو دیکھیں گے کہ لڑائیاں جھگڑے اور فتن کس طرح دور ہو جاتے ہیں۔

ہر چیز اپنے ماحول میں پنپتی ہے

ایک باغی تبھی پنپ سکتا ہے۔ جب وہ اپنے اردگرد بغاوت کی باتیں سنتا ہے۔ اگر بغاوت کی باتوں پر سرزنش کی جائے۔ تو باغی پیدا ہونے بھی بند ہو جائیں گے۔ اسی طرح لڑائی جھگڑے بھی تبھی پیدا ہوتے ہیں جب انسان لڑائی جھگڑوں کی باتیں سنتا ہے۔ اگر باتیں ہونی بند ہو جائیں تو لڑائی جھگڑے بھی نہیں ہوں گے اور اس

دنیا میں آپ لوگوں کو جنت

مل جائے گی۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنتوں کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ جیسے اس جہاں میں جنت ملی، اسی کو اگلے جہاں میں جنت ملے گی۔ مگر آپ لوگ روزانہ اس دنیا میں جہنم دیکھتے

ہیں اور پھر بھی جنت کی امید رکھتے ہیں جنت کی تعریف خدا تعالیٰ نے یہ کی ہے کہ وہاں دل میں کسی کے متعلق کوئی بغض اور کینہ نہیں ہوگا۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے دلوں کو دوسروں کے بغض اور کینہ سے پاک کر دیں تاکہ

اس دنیا میں ہمیں جنت حاصل ہو

بعض دفعہ کسی کی اصلاح کی غرض سے کوئی قدم اٹھاتا ہوں۔ تو ساتھ ہی میرا دل بھی گھٹ رہا ہوتا ہے۔ اور میں اس کے لئے یہ دعا کرنی شروع کر دیتا ہوں کہ الٰہی اس قدم سے یہ کسی ابتلا میں نہ پڑ جائے۔ کیونکہ میں نے یہ قدم محض اس کی اصلاح کی خاطر اٹھایا ہے اور یہ

خدا تعالیٰ کا خاص فضل

ہے کہ آج تک کسی ایک شخص کا بھی میرے دل میں بغض پیدا نہیں ہوا ان افعال سے بغض ضرور ہوتا ہے جو سلسلہ احمدیہ اور دین اسلام کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ لیکن افعال سے بغض بغض نہیں کہلاتا بلکہ وہ اصلاح کا ایک ذریعہ ہوتا ہے۔ ہم چوری کو بے شک برا کہتے ہیں۔ لیکن چور سے ہمیں کوئی بغض نہیں ہوتا وہ اگر چوری چھوڑ دے۔ تو ہم ہر وقت اس سے صلح کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ پس

اصلاح محبت کے جذبات کے ماتحت کرنی چاہیئے

لیکن میں نے دیکھا ہے بعض لوگ محض دوسرے کو نقصان پہنچانے کی خواہش میں دوسرے کی شکایت کر دیتے ہیں ان کے مدنظر یہ نہیں ہوتا کہ اس کی اصلاح ہو جائے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح اسے نقصان پہنچے ایسے لوگ جو میرے پاس کسی کے متعلق شکایت کرتے ہیں۔ اور میں محبت اور پیار سے اسے سمجھاتا ہوں تو وہ سمجھ جاتا ہے، تو شکایت کرنے والے کہنے لگ جاتے ہیں۔ بھلا اصلاح کس طرح ہو، ہم نے فلاں کی شکایت خلیفۃ المسیح تک بھی پہنچائی۔ مگر انہوں نے کچھ نہ کیا۔ گویا ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس کی شکایت کی جائے۔ اس کے خلاف ضرور کوئی قدم اٹھایا جائے۔ حالانکہ یہ غلط

اصلاح کا آخری طریق

ہے۔ اس سے پہلے ہمیں محبت اور پیار سے دوسروں کو سمجھانا چاہیئے۔ اور اگر وہ سمجھ جائیں ہمیں خوش ہونا چاہیئے کہ ہمارے ایک بھائی کی اصلاح ہو گئی۔

حضرت مسیحؑ کا واقعۂ صلیب ڈاکٹری نقطۂ نگاہ سے

از مکرم جنید ہاشمی صاحب

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا صلیب پر چڑھائے جانے کے بعد زندہ بچ جانے کا واقعہ تاریخ اور عقلی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ آپؑ پر حقیقی موت وارد نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ آپؑ کو مردہ سمجھ کر تابوت میں لٹا دیا گیا تھا۔ اور چالیس گھنٹے کے بعد لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپؑ غار سے غائب ہو چکے ہیں۔ عیسائیوں نے ان کے بچاؤ کے لئے مشہور کر دیا کہ وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے اور یہودیوں نے کہا وہ "لعنتی موت" مر گئے۔ اس لئے ان کی لاش کو غائب کر دیا گیا ہے۔ بہر حال یہ واقعہ پُر اسرار اور مافوق العادت حیثیت اختیار کر گیا تھا۔

موجودہ زمانہ کے حیرت انگیز سائنسی انکشافات اور ڈاکٹری تعلیم کی ترقیات کی روشنی میں اس پر عرصہ سے تحقیق و تفتیش ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ آرچ بشپ آف کنٹربری نے اس بارے میں لکھا تھا کہ

"اس بارہ میں اشد ضرورت ہے کہ سائنسی تحقیق سے اس تاریخی واقعہ کے لئے کوئی حتمی ثبوت پیش کیا جائے۔"

اس کی تعمیل میں ڈاکٹر جے جی بورن ماہر بیہوشی سینٹ ٹامس ہسپتال اور سلسبری ہاسپیٹل گروپ نے ۱۹۵۵ء میں ایسے مریضوں پر تجربات کرنے شروع کئے۔ جو خون کے نکاس کے بعد ایسی حالت میں ہو جاتے ہیں جیسے حضرت مسیحؑ صلیب سے اترنے کے بعد بے ہوشی اور نیم مردہ حالت میں ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر بورن صاحب کا مقالہ بعض چونکا دینے والے ثبوت اور لاجواب دلائل کا حامل ہے۔ اس کو پڑھ کر ہر ذی شعور اور عاقل آدمی تسلیم کر لے گا کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر محض بے ہوش ہو گئے تھے۔ اور انہیں مردہ تصور کر کے اتار لیا گیا تھا۔ لیکن چالیس گھنٹے تک علاج معالجہ اور آرام سے لیٹے رہنے کے بعد وہ چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے تھے۔ یہ بات ڈاکٹر کلارک نے ۱۹۰۵ء میں اور پروفیسر ویز ماہر بیہوشیات امریکہ نے ۱۹۳۵ء میں بھی لکھی تھی "ممکن ہے حضرت مسیحؑ ناصری کو محض "مردہ" تصور کر لیا گیا ہو۔ لیکن ڈاکٹر بورن نے اب مسلسل تجربات کر کے اصلی "بیہوش شدہ" آدمیوں کو "زندہ" کر دکھایا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں تو ادویات اور ڈاکٹری تعلیم اتنی ترقی یافتہ صورت میں موجود نہ تھی۔ پھر حضرت مسیحؑ کو کیسے ہوش آ گیا۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر بورن کی سب سے بڑی تھیوری یہی ہے کہ بیہوش مریض کے لئے سیدھے لیٹے رہنا ہی سب سے بڑا علاج ہے۔ لٹکا ہوا آدمی۔ یا کرسی پر بیٹھا ہوا یا الٹا لیٹا ہوا آدمی بیہوشی کی حالت میں ہی مر جاتا ہے۔ لیکن اگر اسے فوراً سیدھا لٹا دیا جائے تو آہستہ آہستہ ہوش میں آ جاتا ہے۔

اناجیل اور رینان کے "سوانح مسیح" کی رُو سے حضرت مسیحؑ کو دوپہر کے قریب صلیب پر لٹکا یا گیا۔ اور بروز جمعہ تین بجے بعد دوپہر اُن پر "ظاہری موت" وارد ہو گئی۔ اس کے بعد انہیں صلیب سے اتار لیا گیا اور ان کی "نعش" کو ایک مقبرہ (غار کے اندر ایک تابوت میں) رکھ دیا گیا۔ لیکن اتوار کو دن چڑھے یعنی چالیس گھنٹے کے بعد وہ وہاں نہ تھے۔ بلکہ اسی روز وہ پانچ مختلف مقامات پر لوگوں سے باتیں کرتے یا چلتے پھرتے دیکھے گئے۔ سب سے پہلے میری میگڈالین کا منہ اندھیرے اُن سے آمنا سامنا ہوا۔ جس نے ان کو پہلے پہچانا نہیں۔ اور آخری دفعہ وہ اپنے حواریوں سے ملے۔ جنہوں نے انہیں پہچاننے کے لئے کافی بحث و تمحیص کی ہے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنے زخمی ہاتھ تک دکھائے۔

ڈاکٹر بورن نے اپنے مقالہ میں جو بعض حتمی ثبوت اور خاص نکات پیش کئے ہیں وہ یہ ہیں:۔

اوّل:۔ بیہوشی یا نیم مردنی حالت میں ایک شخص عمودی حالت میں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس عرصہ کا تعین خون کے دباؤ پر منحصر ہے۔ یا دماغ میں موجودہ آکسیجن کی مقدار پر۔ حضرت مسیح ناصریؑ کا بیہوشی اور افقی حالت میں لیٹنے کا درمیانی وقفہ یقیناً بہت کم ہے۔ اس کے علاوہ صلیب پر اُن کا سر نیچے کو جھک گیا تھا۔ گویا سر اور دل کے درمیان فاصلہ کم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے دوران خون کو کم فاصلہ طے کرنا پڑا۔

سینٹ یوحنا کی انجیل سے ثابت ہے کہ یہودی سبت کی آمد کی وجہ سے صلیبوں پر لاشوں کا لٹکنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے پلاطوس سے انہیں اتار ڈالنے کے لئے کہا۔ اس کے حکم کی تعمیل میں فوراً دو سپاہی وہاں پہنچے اور پہلے ایک مجرم کی۔ پھر دوسرے کی ٹانگیں توڑیں۔ لیکن حضرت مسیحؑ کو مردہ جان کر ان کے پہلو میں نیزہ چبھویا جس کی وجہ سے خون اور پانی نکلا۔ یہاں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سپاہی پلاطوس کے حکم کی تعمیل کر رہے تھے۔ اس لئے وہ بڑی عجلت سے یہ کام سرانجام دے رہے تھے۔ رینان کا بیان ہے کہ جب جوزف نے پلاطوس سے حضرت مسیحؑ کی لاش طلب کی ہے اس سے قبل ہی ان کو صلیب سے اتار لیا گیا تھا۔ دوسرے حضرت مسیحؑ کی ٹانگیں بوجہ "تعظیم" نہیں توڑی گئیں۔

دوئم:۔ اس بات کا جواب کہ زخم سے خون اور پانی کیوں بہا؟ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی جب کسی مریض کے دل کا اپریشن کرنا ہوتا ہے تو ڈاکٹر اگر دیکھیں کہ کسی ورید کو کاٹنے سے خون بہتا ہے وہ مریض کی چھاتی نہیں کھولتے تاآنکہ دل کی حرکت بالکل بند ہو۔ حضرت مسیحؑ کے کیس میں یہ خون جاری ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ دل ابھی کام کر رہا تھا۔ گو بظاہر وہ مردہ تھے۔ غشی کی حالت میں چھوٹے عضلات کی وریدوں کے پھیلاؤ سے ایسا ہونا حسب توقع تھا۔ نیزہ کی ضرب عضلات کو چیرتی ہوئی دل سے نیچے پہنچی۔ جہاں خون کا دباؤ بیہوشی کی حالت میں بھی کافی تھا۔

سوئم:۔ بے ہوشی۔ مدہوشی یا نیم مردنی کو "موت" سمجھ لینا عام بات ہے۔ آجکل جیسے روشنی کے زمانہ میں بھی ایسی غلطی ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر بورن کا بیان ہے کہ خود "ان کے ہاتھ سے مردہ" کئے ہوئے دو آدمی ہسپتال کے مردہ خانہ سے جی اُٹھے۔ ایک ان میں سے تیرہ دن کے بعد پیدل گھر چلا گیا۔ اُدھر حضرت مسیحؑ کی تشخیص کرنے والے تو "دو ہزار سال قبل کے رومن سپاہی" تھے۔ اور وہ بھی عجلت میں تھے۔ ان کو بھلا "موت" اور "بے ہوشی" کی کیا تمیز ہو سکتی ہے؟

چہارم:۔ حضرت مسیحؑ کے ہوش میں آنے کے بعد ان کے قریبی اگر انہیں پہچان نہیں سکے تو یہ تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ صلیب جیسے ابتلاء کے بعد ان کی یہ حالت طبعی تھی۔

صلیب کے بعد ان کے الفاظ کی روانی لہجے اور زور میں بھی فرق آ گیا تھا۔ اس کی وجہ حرام مغز کا تشنج ہے۔ اس کے علاوہ بدنی کمزوری۔ خون کی کمی۔ چہرے پہ پیلا پن وغیرہ کئی ایک ایسی علامات ہیں۔ کہ وہ آسانی سے پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عام لوگ انہیں صلیب پر "مار چکے" تھے۔ بلکہ کچھ "قبر میں رکھ" بھی آئے تھے۔ آج بھی اگر کوئی ایسا "مردہ" کفن پھاڑ کر اٹھ کھڑا ہو۔ یا "قبر میں سے زندہ" نکل آئے تو اسے "مافوق العادۃ" بات سمجھی جاتی ہے۔ ایسے کئی واقعات اخباروں میں پڑھے گئے ہیں۔ اس زمانہ کے بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں نے "بے ہوشی" پر طبی نقطۂ نظر سے چھان پھٹک اور تحقیقی نظر کی ہے۔ اور وہ بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔

بے ہوشی کی بڑی وجہ بدن کی چھوٹی وریدوں کے اندر "خصوصاً عضلات میں" خون کے دباؤ کا کم ہو جانا ہے۔ اس کی وجہ وریدوں کا فعال پھیلاؤ ہے۔ یہ سکتے کا عالم ایک سے دو گھنٹے تک جاری رہتا ہے۔ اس کے بعد وریدی طرفوں سے دوران خون گھٹ جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دل اپنی حرکت کمزور کر دیتا ہے۔ بلکہ کئی کئی سیکنڈ تک اپنی حرکت بند رکھتا ہے۔ اس عرصہ میں موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ خون کا دباؤ عمودی گرتا ہے۔ دماغ کی آکسیجن کا ذخیرہ ختم ہونے لگتا ہے۔ شعوری حس گم ہو جاتی ہے۔ اور مریض گر پڑتا ہے۔ سانس آنا نامعلوم ہو جاتا ہے۔ پتلیاں پھیل جاتی ہیں۔ اور چہرے پر موت کی زردی پھیل جاتی ہے۔ یہ حالت وہ ہے جب بے ہوشی کی دوسری کیفیتیں مثلاً "Coma" بھی اس حد تک نہیں پہنچتیں۔ عضلات کی طاقت کا غائب ہو جانا۔ (جس کی وجہ سے آدمی گر پڑتا ہے) دماغ کی حفاظت کے لئے مفید ہو کیونکہ اس طرح اس میں آکسیجن کی مقدار قائم رہتی ہے۔ اس کے بعد مریض کا افقی حالت میں لیٹ رہنا پہلا علاج ہے۔ اس طرح خون کا دباؤ درست ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور شعور واپس لوٹتا ہے۔ اگرچہ چہرے کی زردی قائم رہتی ہے۔ اس کی وجہ ہارمونی غدود کا جوابی ردّ عمل ہے۔

ڈاکٹر بورن کہتے ہیں کہ تجربات کرنے کے دوران یہ ثابت ہوا کہ بے ہوشی کے ایسے مریضوں کو دیکھا گیا ہے۔ جو نصف گھنٹہ سے لے کر دو ہفتے تک "صلیبی کیفیت" میں رہے۔ لیکن پھر بغیر ادویات کے انہیں ہوش میں لایا گیا ہے۔ اس لئے حضرت مسیحؑ کا کچھ عرصہ صلیب پر لٹک کر زندہ بچ جانا کوئی ایسا "مافوق العادۃ" واقعہ نہیں۔ خصوصاً اگر یہ بھی دھیان میں رہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور امداد بھی ان کے ساتھ تھی۔

پس قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا بیان فرمودہ ارشاد .... مَا صَلَبُوْہُ .... بڑی صفائی اور عمدگی سے ثابت ہوتا ہے۔

تحریک جدید

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"تحریک جدید کے متعلق جس قدر باتیں میں نے بیان کیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء میرے دل میں ڈالی گئی تھیں۔ .... تحریک جدید جس کا اجراء میری طرف سے ہوا یا صحیح لفظوں میں یوں کہہ لو کہ تحریک جدید جس کا اجراء منشائے الٰہی کے ماتحت ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان اسلامی مقصد کو پورا کرنے اور انسانیت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کا بیج رکھا گیا ہے۔"

(شعبہ تحریک جدید خدام الاحمدیہ بسلسلہ ہفتہ تحریک جدید)

خزائن روحانی ۱ و ۲ خریدنے کے سلسلہ میں

جماعت احمدیہ راولپنڈی کا قابل تقلید نمونہ

حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری نے گذشتہ ایام میں جو دورہ فرمایا تھا اس میں آپ نے الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ کی طرف سے شائع کردہ خزائن روحانی دکتب و ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام) خرید نے کی بھی تحریک کی تھی۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی کے مندرجہ ذیل احباب نے روحانی خزائن خریدنے کے سلسلے میں بہت تعاون فرمایا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

۱	ملک محمد یونس صاحب	(ملفوظات کا سیٹ)	۷۰ — ۰۰	روپے
۲	فلائٹ لفٹیننٹ شفیق احمد صاحب	(روحانی خزائن کا سیٹ)	۱۹۰ — ۰۰	"
۳	کرنل سعید احمد صاحب	(سیٹ ملفوظات)	۷۰ — ۰۰	"
۴	محترم عبد الغنی صاحب رشدی سنجاب حلقہ پریڈ گراؤنڈ	(روحانی خزائن ۱-۲)	۱۹۰ — ۰۰	"
۵	جمعدار عیسیٰ خان صاحب	(ملفوظات کا سیٹ)	۷۰ — ۰۰	"
۶	محترم چوہدری حفیظ احمد صاحب پریڈ گراؤنڈ	(روحانی خزائن ۱-۲)	۱۹۰ — ۰۰	"
۷	چوہدری منصور احمد صاحب ماڈرن موٹرز	(" ")	۱۹۰ — ۰۰	"
۸	" "	(ملفوظات کا سیٹ)	۷۰ — ۰۰	"
۹	میجر ستار بخش صاحب	(" ")	۷۰ — ۰۰	"
۱۰	چوہدری مبارک احمد صاحب قائد	(" ")	۷۰ — ۰۰	"
۱۱	محمد شریف صاحب معرفت محمد شفیع صاحب سلیم واہ کینٹ	(ملفوظات)	۷۰ — ۰۰	"
۱۲	" " معرفت محمد شفیع صاحب سلیم	(" ")	۷۰ — ۰۰	"
	میزان		۱۳۲۰ — ۰۰	"

جماعت راولپنڈی نے حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب کی شائع کردہ کتاب "تجلی قدرت" کی خریداری میں بھی بہت گرمجوشی کا ثبوت دیا اور احباب نے کتاب کافی تعداد میں خرید فرمائی۔

مجلس خدام الاحمدیہ قصور کی دو تقریبات

(۱) مورخہ ۲۹ جنوری ۶۵ء کو نماز جمعہ کے بعد یوم والدین کے سلسلہ میں ایک جلسہ مکرم ملک عبد العزیز صاحب صدر جماعت احمدیہ قصور کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد عہد دوہرایا گیا۔ اس اجلاس میں مکرم شیخ محمد اسلم صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد۔ مکرم محمد لئیق صاحب معتمد مجلس قصور اور مکرم مولوی احمد علی صاحب فاضل نے خطاب کیا۔ اور تربیت اولاد کے سلسلہ میں والدین کی ذمہ داریوں پر مختلف پیرایوں میں روشنی ڈالی۔

(۲) مورخہ ۴ فروری ۱۹۶۵ء کو عید الفطر کے بعد ایک عید ملاپ پارٹی کا اہتمام کیا گیا۔ بہت سے مقامی خدام کے علاوہ مکرم منور احمد صاحب جاوید نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور نے بھی شرکت کی۔ چائے وغیرہ کے پروگرام کے بعد مکرم شیخ محمد اسلم صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد، مکرم منور احمد صاحب جاوید، مکرم قریشی نور احمد صاحب زعیم انصار اللہ اور مکرم طاہر احمد صاحب قائد مجلس قصور نے موقع کی مناسبت سے نہایت مختصر اور مؤثر خطابات فرمائے۔ اجتماعی دعا اور باجماعت نماز مغرب ادا کرنے کے بعد یہ تقریب خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

(نائب مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ)

محنت — جفاکشی اور استقلال

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز:۔

"محنت اور جفاکشی اور دیانتداری کا مادہ جماعت کے ہر فرد میں پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ خدام الاحمدیہ کو چاہیئے کہ وہ اس طرف خاص توجہ کریں اور نوجوانوں کا امتحان لیا کریں کہ ان میں محنت اور دیانت کا مادہ کہاں تک پایا جاتا ہے۔ اس طرح انہیں نوجوانوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ جب کوئی اہم کام اُن کے سپرد کیا جائے تو پھر گھنٹوں کا سوال نہیں۔ اگر چوبیس بلکہ اڑتالیس گھنٹے بھی مسلسل کام کرنا پڑتا ہے تو کرنا چاہیئے۔ اور یہ جواب ہرگز اُن کے منہ سے نہیں نکلنا چاہیئے کہ چونکہ وقت ہو گیا تھا اس لئے میں کام چھوڑ کر چلا آیا۔"

(الفضل ۲۲ نومبر ۱۹۴۴ء)

شعبہ "وقار عمل" خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ الفضل اخبار خود خرید کر پڑھے۔ (مینجر الفضل)

مذہبی کتب

اردو عربی اور انگریزی زبانوں میں خریدنے کے لئے ہمیشہ ہمیں یاد رکھیں،
اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن لمیٹڈ گولبازار۔ ربوہ

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

کے پرنٹ شدہ خوبصورت اور دلکش

نصرت رائٹنگ پیڈ

خریدیئے

ملنے کا پتہ:۔
نصرت آرٹ پریس، گولبازار ربوہ

دماغی امراض

مثلاً مالیخولیا، وہم۔ وسواس، جنون، دیوانگی بے خوابی اور پاگل پن کا کامیاب علاج۔

دواخانہ حکیم عبدالعزیز کھوکھر منزل چک چھہ
تحصیل حافظ آباد ڈاکخانہ خاص ضلع گوجرانوالہ

عورتوں، مردوں اور بچوں کی تمام نئی اور پرانی امراض کے شافی علاج کے لئے بیس سالہ کہنہ مشق ہومیوپیتھک ڈاکٹر کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں۔

پتہ
ارشد ہومیوپیتھک فارمیسی
بالمقابل مسجد پاپڑ والی محلہ اراضی یعقوب
شہر سیالکوٹ

الفضل کے مشتہرین سے خط و کتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں،

رشید اینڈ برادر سیالکوٹ کے

نئے ماڈل کے چولہے

بلحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی، تیل کی بچت اور افراط حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں۔

اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب کریں،

اعلان نکاح

مورخہ ۲۹ر جنوری ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک احمدیہ ہال کراچی میں مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے میرے بیٹے عزیز مرزا محمد ادریس بیگ (میڈیکل سٹوڈنٹ) کا نکاح ہمراہ عزیزہ حنیفہ کوثر بنت مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب (ابن حضرت ماسٹر عبدالرحمن صاحب مرحوم) سے بعوض مبلغ چار ہزار روپیہ مہر پڑھا۔
احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ اس تعلق کو ہر دو خاندانوں کے لئے بابرکت اور خوشی کا موجب بنائے۔

(خاکسار۔ ڈاکٹر مرزا محمد اسحاق بیگ۔ ڈرگ روڈ کراچی نمبر ۸)

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی، دیار، کیل، پڑتل۔ چیل۔ کافی تعداد میں موجود ہے ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقعہ دے کر مشکور فرمائیں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن ۲۵ر نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون نمبر ۶۲۶۱۸

سٹار ٹمبر سٹور ۹ فیروزپور روڈ لاہور ۱۸۔ لائل پور ٹمبر سٹور۔ راجباہ روڈ لائل پور فون نمبر ۳۸۰۸

نظارت تعلیم کے اعلانات:۔

ٹریننگ فارسٹرس

یک سالہ ٹریننگ فارسٹ سکول گھوڑا گلی۔ دوران ٹریننگ وظیفہ ۔/۵۰ ماہوار
تحریری امتحان انگلش۔ ریاضی، جنرل نالج ۳/۱۵ ۶۵ انٹرویو ۳/۱۶ ۶۵ تنخواہ ۱۱۵-۵-۱۷۵
شرائط میٹرک سیکنڈ ڈویژن۔ سکونت سابقہ سرحدی صوبہ عمر ۱۸ تا ۲۵ درخواستیں ۳/۹ ۶۵ معرفت دفتر روزگار بنام کنزرویٹر آف فارسٹس ایبٹ آباد۔ لوکل (پ ٹ ۲/۵ ۶۵ ۲۱)

داخلہ امتحانات فائنل

لغیر لیٹ فیس ۲/۲۸ ۶۵ تک۔ پانچ روپے جرمانہ کے ساتھ ۳/۱۵ ۶۵ تک اور ڈبل فیس کے ساتھ ۳۱ مارچ ۱۹۶۵ء تک (پ ٹ ۲/۵ ۶۵ ۲۱)

سہ سالہ ٹریننگ ٹریڈ اپرنٹسز

تنخواہ ۱۴۰-۱۰-۳۰۰ کرایہ مکان والاؤنس سواری ۔/۱۵ روپے ماہوار۔
دوران ٹریننگ وظیفہ ۔/۴۸ تا ۔/۱۰۸ ماہوار شرائط میٹرک عمر ۳/۱ ۶۵ کو ۱۹ تک
درخواستیں ۳/۳ ۶۵ تک پوسٹ بکس ۲۰۹۷ (پ ٹ ۲/۵ ۶۵ ۲۱)

(ناظر تعلیم ربوہ)

ہمیشہ

اپنی

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

کی آرام دہ بسوں پر سفر کیجئے،

چھری علاج نہیں شفتل اور برسیم سے ہونے والے جانوروں کے اپھارہ کو چھری یا ڈنڈا سے دور کرنے کے بجائے اکسیر اپھارہ استعمال کریں جس سے منٹوں میں یہ اپھارہ غائب ہو جاتا ہے۔ فی پیکٹ ۵/۷۵ فی درجن ۔/۶۔ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ میڈیکل کمپنی ربوہ۔ کیور ہومیوپیتھ میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔

ضروری اعلان

ماہ فروری ۱۹۶۵ء کے بل ایجنٹ صاحبان کی خدمت میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔
براہ مہربانی جملہ ایجنٹ صاحبان اپنے اپنے بلوں کی رقم ۱۰ر مارچ ۱۹۶۵ء تک ضرور بھجوادیں۔ ورنہ دفتر ہذا مجبوراً بنڈلوں کی ترسیل روک دے گا۔

(مینجر الفضل)

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی مکرم خواجہ منظور احمد صاحب بعض ذہنی پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔

(خواجہ نصیر احمد۔ ربوہ۔

۲۔ خاکسار اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے نیک، صالح اور خادم دین ہونے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے (نیاز قطب احمد بٹ۔ پشاور)
احباب ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سوائی

جوہر مقویات

موسم بہار میں خون صالح اور کثرت سے پیدا کرتا۔ اور طاقت کی کمی جلدی پورا کرتا ہے
قیمت ۳۰ گولی ۔/۵ روپے۔
احمدیہ دواخانہ متصل ٹی آئی پرائمری اسکول ربوہ

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق مینیجر الفضل سے خط و کتابت کیا کریں۔

ہمدرد نسواں (اٹھرا کی گولیاں)، دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں، مکمل کورس انیس روپیہ ۱۹

جس کا ایمان مضبوط ہو وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دے ہی نہیں سکتا،

جو خدا کا ہو جائے اُسے خدا وہ کچھ دیتا ہے جو بادشاہوں کو بھی میسّر نہیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی احباب جماعت کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ رفروری ۱۹۲۲ء میں فرماتے ہیں :-

" کہتے ہیں کہ ایک شخص نے قاضی کے پاس امانت رکھی جب واپس آکر مانگی تو قاضی صاحب مُکر گئے جیسا کہ پہلے زمانہ میں قاعدہ تھا کہ بادشاہ ایک دن فریادیں سنتے تھے۔ اس کے مطابق وہ شخص بادشاہ کے پاس گیا۔ بادشاہ نے کہا کل میری سواری نکلے گی تم قاضی کے قریب کھڑے ہونا میں تم سے ایسے دوست کی طرح باتیں کروں گا جو مدت کے بعد ملا ہو۔ تم مت گھبرانا۔ چنانچہ دوسرے دن بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور کہا کہ آپ کب آئے اب تک آپ نے ملاقات کیوں نہیں کی وغیرہ۔ قاضی نے علیحدگی میں اس کو بلا کر کہا کہ آپ اپنے روپیہ کی نشانی بتائیں میں بوڑھا ہوں نسیان غالب ہے اس نے بتایا تو قاضی نے کہا کہ پہلے تم نے کیوں نہیں بتایا تھا۔ اور اس کو روپیہ دے دیا۔ غرض خدا تعالیٰ اس انسان کو جو اس کا ہو جاتا ہے وہ کچھ دیتا ہے جو بادشاہوں کو میسّر نہیں۔ مومن کو جو ادنیٰ چیز ملے گی وہ یہ کہ اس کو زمین و آسمان سے زیادہ وسیع بہشت ملے گی اس کے مقابلہ میں لوگوں سے جو قربانی طلب کی جاتی ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ یہ عام سیاسی شور کیوں ہے محض اس لئے کہ چند ہزار عہدے ہندوستانیوں کو مل جائیں اور دس بیس قانون جو ہزاروں میں سے ہیں بدل دیئے ہیں اس کے لئے لوگ جیل میں جاتے ہیں کیسے افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ تو قربانیاں کریں اور ہم قربانی نہ کریں جن کا مطمح نظر خدا ہے۔

یہ باتیں ایمان سے حاصل ہوتی ہیں، جس کا ایمان مضبوط ہو یا دل میں تقویٰ ہو وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو ترجیح دے ہی نہیں سکتا، دنیا اور اس کی بادشاہتیں حقیر ہیں۔ خدا کے بندے کو جو بادشاہت ملے گی اس سے ان کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو کسریٰ نے پکڑنے کے لئے یمن کے گورنر کو حکم دیا اس کے قاصد مدینہ تشریف آئے کوئی فوج بھی نہ لی محض اس خیال سے کہ کسریٰ کے حکم کو کون ٹال سکتا ہے آپ سے کہا گیا آپؐ نے فرمایا کہ کل جواب دیں گے۔ دوسرے دن فرمایا کہ جاؤ تمہارے خدا کو میرے خدا نے مار دیا ہے یہ لوگ یمن میں گئے اور ماجرا بیان کیا۔ گورنر نے کہا چند دن صبر کرو اتنے میں ایران سے جہاز آیا جس میں ایک شاہی خط آیا کہ ہم نے اپنے باپ کو بوجہ ظالم ہونے کے قتل کر دیا ہے اور ہمارے باپ نے جو عرب کے ایک شخص کی گرفتاری کے لئے حکم بھیجا تھا وہ منسوخ سمجھا جائے وہ لوگ یہ دیکھ کر اسلام لے آئے تو خدا کے مقابلہ میں کسی کی دنیاوی طاقت کچھ کام نہیں دیتی ہمیں تبلیغ اسلام میں لگ جانا چاہیئے جو لوگ کسی جماعت کے امیر یا سیکرٹری ہیں وہ ادھر توجہ کریں۔ ہماری مثال ڈاکٹر کی نہیں گڈریئے کی ہے جس کی ایک بھی بھیڑ گلے میں واپس نہ آئے تو وہ اس کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑتا ہے یہ نہیں کہ جو ہمارے پاس آ گیا اس کی ہم نے خبر لے لی۔ بلکہ جو نہیں آتا اس کا سبب معلوم کریں۔ اس میں جو کمزوری ہو اسے دور کریں۔ اور اس وقت تک ہم چین نہ لیں جب تک ایک بھی شخص خدا کے دین سے باہر ہو۔ یہ کافی نہیں کہ چند ہزار یا چند سو کو ہم نے بچا لیا۔ کیونکہ کوئی شخص خوش نہیں ہو سکتا کہ اس کا آدھا جسم تندرست ہو۔ لاہور کی آبادی ایک لاکھ کی ہے جب تک ان میں سے ایک بھی احمدیت سے باہر ہے ہمیں آرام نہیں لینا چاہیئے۔ کسی ماں کے اگر بارہ بچے ہوں تو وہ ایک کے گم ہونے کی صورت میں گیارہ پر صبر نہیں کر سکتی۔ پھر ہمیں کیسے صبر آ سکتا ہے کہ لاکھ کی آبادی میں سے ہزاروں ہزار باہر ہوں۔ یہ مت دیکھو کہ ہم اتنے ہو گئے بلکہ یہ دیکھو کہ ہم میں ملنے سے کتنے باہر ہیں اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ وقت کم ہے اس طرف توجہ کرو۔ قدم سُست مت اٹھاؤ۔ تمہاری نگاہ وہاں نہیں پڑتی جہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ تم ان باتوں کو کل دیکھو گے جن کو میں آج دیکھ رہا ہوں۔ تم میں سے ہر ایک سمجھے کہ اس وقت دنیا میں خدا کا مظہر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مسیح موعودؑ آ چکا ہے جو آدم ثانی بھی ہے میرا فرض ہے کہ میں ہدایت جاری کروں۔ وقت گزر رہا ہے جو محسوس نہیں ہوتا۔ اس لئے وقت کی قدر کرو اور سستی کو چھوڑ دو۔"

(الفضل ۹ مارچ ۱۹۲۲ء)

ہفتہ تحریک جدید —— یکم مارچ تا ۷ مارچ ۱۹۶۵ء

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر اہتمام ربوہ میں یکم مارچ تا ۷ مارچ ۱۹۶۵ء ہفتہ تحریک جدید منایا جا رہا ہے۔ اس ہفتہ کے دوران احباب پر تحریک جدید کی اہمیت واضح کر کے انہیں سادہ زندگی اختیار کرنے اور اشاعتِ اسلام کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے گی۔ تمام احباب سے سال رواں کے لئے تحریک جدید کے وعدے لینے کے علاوہ وعدہ جات کے بقائے وصول کئے جائیں گے اور اس امر کا اہتمام کیا جائے گا کہ اقل ترین وعدہ دس روپے سے کسی صورت کم نہ ہو۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس ہفتہ کو کامیاب بنانے میں مجلس خدام الاحمدیہ مقامی اور اس کے عہدیداران کے ساتھ پورا پورا تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ۔ ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج سٹوڈنٹس یونین کے سالانہ مباحثات

تعلیم الاسلام کالج سٹوڈنٹس یونین کے زیر اہتمام گیارہویں آل پاکستان انٹر کالجیٹ سالانہ مباحثات ۳ اور ۴ مارچ کو ۷ بجے شام کالج ہال میں منعقد ہوں گے۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہو گا جو کالج یونین آفس سے مل سکتا ہے۔ موضوعات حسب ذیل ہوں گے :-

انگریزی ۳ مارچ :-

"TRUTH IS MORE POPULAR IN THE WORLD THAN FALSE HOOD."

اردو ۴ مارچ -

"زندگی سُکھ سے نہیں دکھ سے نکھرتی ہے"

(سیکرٹری کالج یونین)

وعدے لینے کی اصل ذمہ داری امراء و صدران کرام پر ہے

تحریک جدید کے وعدہ جات فراہم کرنے کے کام میں تعاون کرنے کے لئے اگرچہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خدام، انصار و لجنات کو بڑے تاکیدی ارشادات فرمائے ہوئے ہیں۔ لیکن حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں اصل ذمہ دار امراء و صدران کرام جماعت ہائے احمدیہ ہی کو قرار دیا ہے جیسا کہ حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطبہ فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۵۵ء مندرجہ الفضل مورخہ ۲۴ اکتوبر ۵۵ء میں فرمایا :-

"میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ تحریک جدید کے وعدے لینے کے ذمہ دار ہر جماعت کے امیر اور صوبائی امیر ہیں۔"

پس تحریک جدید کے سال ۳۱/۲۱ کے وعدہ جات کے سلسلہ میں جملہ امراء و صدران کرام اپنے اپنے علاقہ کا جائزہ لیں اور اس کام کو مجلس مشاورت سے پہلے پہلے تکمیل تک پہنچا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

بجٹ خادم انصار اللہ

مالی سال کے دو ماہ گزر چکے ہیں ابھی تک بعض مجالس کی طرف سے سال رواں کے بجٹ خادم مکمل ہو کر واپس نہیں آئے مجالس سے درخواست ہے کہ اس طرف فوری توجہ فرمائیں (قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴